© rasailojaraid.com

دعا کے بعض فقہی و علمی پہلو

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہٗ
مدرس و مفتی دارالعلوم حقانیہ

دعا کے آداب

دعا عبادت ہے نماز روزہ کی طرح دعا بھی ایک عبادت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: الدُّعاء هو العبادة (الترمذی) یعنی دعا عبادت ہے ــــ نیز اللہ تعالیٰ نے دعا کو عبادت فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَمَنْ یَّسْتَكْبِرُ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ ترجمہ: مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔ وہ ذلّت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے ــــ۔

صرف یہی نہیں بلکہ دعا ایک عظیم عبادت ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی شریف) ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے یعنی کامل عبادت ہے ــــ۔ کیونکہ عبادت اس تعظیم اور عاجزی کا نام ہے۔ جو کہ کسی ذات کے لئے تسلّط غیبی من حیث العلم والقدرۃ کے اعتقاد پر کیا جائے۔ اور دعا کرنے میں یہ حقیقت واضح طور سے موجود ہے۔ لہٰذا دعا مخ العبادت ہوگی۔

دعا تقدیر سے متصادم نہیں ہے بعض اذہان میں یہ بات آجاتی ہے۔ کہ چونکہ تقدیر میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا دعا کرنا عبث ہوگا۔ لیکن یہ زعم فاسد ہے۔ کیونکہ جو چیز عبادت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلوب ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول رہا ہو۔ تو وہ کسی طرح عبث میں شمار نہیں ہوسکتی۔ نیز دعا بھی ایک سبب اور ذریعہ ہے۔ تو عالم اسباب میں جس طرح دیگر اسباب کا ارتکاب تقدیر سے متصادم نہیں ہے۔ تو اسی طرح دعا کا توسط بھی تقدیر سے متصادم نہ ہوگا۔

دعا کے آداب دعا کے لئے بہت سے آداب ہیں۔ جن کی رعایت حسب تفاوت درجات اہم ہوگی۔

۱۔ اوّل یہ کہ ہاتھ اٹھائے۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فِی الدُّعَاءِ (بیہقی) ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے ـــــــ لیکن نماز میں دعا کرنے کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے گا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ۔ (ابن شیبۃ) ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام نماز سے فارغ ہونے سے قبل ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

۲۔ یہ کہ حمد و صلوٰۃ پڑھے۔ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ۔ (ابی داؤد شریف) ترجمہ جب تم نماز پڑھے اور دعا کے لئے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کا شایانِ شان حمد و ثنا کر، اور مجھ پہ درود پڑھو۔ اور اس کے بعد دعا کرو۔

۳۔ یہ کہ جائز سوال کرے۔ گناہ کا سوال نہ کرے۔ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ (مسلم شریف) ترجمہ: بندہ کا درخواست قبول کیا جاتا ہے۔ جب تک گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کرے۔

۴۔ یہ کہ پورے حضور اور توجہ سے دعا کرے۔

۵۔ یہ کہ اجابت کا یقین اور اعتقاد رکھے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ کہ اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ (ترمذی شریف) یعنی مقبولیت اور اجابت کا یقین کرتے ہوئے دعا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ایسے دل کی درخواست منظور نہیں کرتا ہے۔ جو کہ غفلت اور لعب میں مبتلا ہو۔

۶۔ عزم اور اصرار سے دعا کرے۔ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَہٗ (بخاری شریف) ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے۔ تو ایسا نہ کہے۔ کہ اللہ مجھے بخش دے اگر تو چاہے۔ بلکہ عزم سے سوال کرے۔

۷۔ یہ کہ دعائیہ کلمات کو تین دفعہ مکرر کرے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَدْعُوَ ثَلٰثًا۔ (مسلم شریف۔ ابوداؤد شریف)۔

۸۔ یہ کہ قبولیت کے لئے جلد بازی نہ کرے۔ بلکہ حوصلہ اور ہمت کو بلند رکھے۔ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ۔ ترجمہ: بندہ کی درخواست قبول کی جاتی ہے۔ جب تک کہ عجلت نہ کرے۔

۹۔ یہ کہ دعا ہیئت اجتماعی سے ہو۔ لقولہٖ تعالیٰ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا وکان مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْعُوْ وَھَارُوْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُؤَمِّنُ۔ (قرطبی عن ابی العالیہ ص ۳۷۵۔ ج) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے فرمایا۔ کہ تمہاری درخواست قبول کی گئی۔ اور انکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دعا ہیئت اجتماعی سے تھی۔ کہ موسیٰؑ دعا فرماتے اور ہارونؑ آمین فرماتے۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقیٰ بِہِمْ جَلِیْسُہُمْ۔ یعنی ذاکرین کی جماعت وہ قوم ہے۔ جن کا ہم نشین محروم نہیں رہتا ہے۔ اس حدیث میں ذاکرین کی جماعت میں شرکت کی ترغیب ہے۔ وَلَا یَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَیَدْعُوْا بَعْضُہُمْ وَیُؤَمِّنُ بَعْضُہُمْ اِلَّا اَجَابَہُمُ اللّٰہُ۔ (حاکم۔ کنز الاعمال) ترجمہ: جب ایک گروہ میں سے بعض دعا کریں۔ اور بعض آمین کہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے۔

مَا اجْتَمَعَ ثَلٰثَۃٌ قَطُّ بِدَعْوَۃٍ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یَرُدَّ اَیْدِیَہُمْ۔ (دارمی۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) یعنی جب کم از کم تین شخص ہیئت اجتماعی سے دعا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرتا ہے۔

صاحب ہدایہ نے کتاب الحج میں لکھا ہے۔ کہ وَالْاِجَابَۃُ فِی الْجَمْعِ اَرْجٰی۔ (اجتماعی حالت میں اجابت دعا کی زیادہ امید ہوتی ہے۔)

<u>ایک اشکال اور اس کا جواب</u> | یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ بعض صحابہؓ سے ہیئت اجتماعی سے ذکر کرنے پر انکار روایت کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اثر دیگر احادیث مرفوعہ سے معارض ہے۔ جن میں سے بعض اوپر گزر چکے اور بعض کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰھُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ۔ (وفی آخرہ) اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ علیہ السلام فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ۔ (پیغمبر علیہ السلام ایک حلقہ پر گزرے۔ تو ان سے پوچھا۔ کہ کس چیز نے تم کو یہاں بٹھا رکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہم ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ (اس حدیث کے آخر میں ہے۔) کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ اور جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (جب تم کبھی جنت کے باغات سے گزرنے لگو۔ تو ان میں سے کچھ کھا لیا کرو۔ صحابہؓ نے سوال کیا کہ جنت کے باغات سے مراد کیا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ ذکر کے حلقے) پس اس تعارض کی وجہ سے احادیث مرفوعہ کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اس اثر کو جہر مفرط وغیرہ عوارض پر محمول کیا جائے گا۔

۱۰۔ یہ کہ آمین کہے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے۔ کہ اِنْ خَتَمَ بِاٰمِیْنَ فَقَدْ اَوْجَبَ (اگر اس دعا کرنے والے نے اپنی دعا کو آمین پر ختم کیا۔ تو اس نے اپنی دعا کو واجب الاجابت کیا۔

۱۱۔ یہ کہ دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرے۔ قَالَ علیہ السلام فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وُجُوْهَكُمْ (ابوداؤد شریف) جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ۔ تو ہتھیلیوں سے منہ کو مسح کرو۔

۱۲- یہ کہ حرام خوری سے بچے۔ جیساکہ مسلم شریف کی حدیث میں تصریح ہے۔

اوقاتِ مقبولیت | دعا کے قبول ہونے کے لئے بہت سے اوقات ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱- اذان کے وقت۔ ۲- جنگ کے وقت۔ ۳- بارش کے وقت۔ قال علیہ السلام ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔ (ابوداؤد شریف) ترجمہ: دو دعا رد نہیں ہوتے ہیں۔ ایک اذان کے وقت۔ اور دوسری جنگ کے وقت جس وقت ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں۔

اور ایک روایت میں بارش کا وقت آیا ہے۔

۴- رات کے آخری حصہ میں۔

۵- فرائض کے بعد۔ جیساکہ ترمذی شریف میں تصریح ہے۔ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔ (پوچھا گیا یا رسول اللہ علیہ السلام کونسی دعا جلدی سے قبول ہوتی ہے۔ فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرائض کے بعد۔)

لفظ دُبُر کی تشریح | واضح رہے کہ دبر المکتوبات کا اطلاق جس طرح قبل السلام پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بعد السلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیساکہ مسلم شریف میں ہے۔ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً۔ نیز دبر المکتوبات کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض کے ساتھ متصل بلاحائل کیا جائے۔

ا- کیونکہ دبر ضد ہے قبل کا۔ پس جو ذکر وغیرہ فرائض پر مقدم نہ ہوں۔ تو وہ دبر ہوں گے۔

ب- نیز پیغمبر علیہ السلام نے تسبیحات کے متعلق لفظ دبر کا اطلاق کیا ہے۔ (جیساکہ مسلم شریف کی حدیث میں ذکر کیا گیا۔) تو اگر یہ لفظ اتصال کا مقتضی ہو جائے۔ تو دعا اور تسبیحات کے درمیان جمع خلاف سنت ہوگا۔ کیونکہ دونوں کا یک وقت ادا کرنا ناممکن ہے۔ تو اگر پہلے تسبیحات پڑھی جائیں۔ تو دعا دبر المکتوبات نہ ہوگی۔ اور اگر پہلے دعا کی جائے۔ تو تسبیحات دبر المکتوبات نہ ہوں گی۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی خلاف سنت نہیں ہے۔ اور اگر دعا کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں۔ تو دعا سے فصل غیر معتد بہ ہوگا۔ (لانہ من السنن)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو اسی طرح جب صلوٰۃ راتبہ کے بعد دعا کی جائے ۔ تو یہ فصل غیر معتد بہ ہوگا۔ (لانھا من السنن ایضاً) بلکہ صلوٰۃ راتبہ یعنی سنت مؤکدہ سے فصل بہ طریق اولیٰ غیر معتد بہ ہوگا۔ کیونکہ سنت مؤکدہ کا مکملات ہونے کی وجہ سے فرائض کے ساتھ اتصال اشد ہے ، بخلاف تسبیحات کے ، کیونکہ یہ قیامت کے دن فرائض کے قائم مقام نہیں ہو سکتے ہیں ۔

ج ۔ نیز فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جو ذکر وغیرہ سنن مؤکدہ کے بعد کی جائے تو وہ دبر المکتوبات میں شمار ہوگا۔ جیساکہ علامہ شامیؒ نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے ۔ وَاَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی الْاَذْکَارِ عَقِیْبَ الصَّلٰوۃِ فَلَا دَلَالَۃَ فِیْھَا عَلَی الْاِتْیَانِ قَبْلَ السُّنَّۃِ بَلْ یُحْمَلُ عَلَی الْاِتْیَانِ بِھَا بَعْدَھَا لِاَنَّ السُّنَّۃَ مِنْ لَوَاحِقِ الْفَرِیْضَۃِ وَتَوَابِعِھَا فَلَمْ تَکُنْ اَجْنَبِیَّۃً عَنْھَا فَمَا یُفْعَلُ بَعْدَھَا یُطْلَقُ عَلَیْہِ اَنَّہٗ عَقِیْبَ الْفَرَائِضِ ۔ انتھٰی (ص ۴۹۴-ج ۱)
اور جیساکہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے ۔ وما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول دبر کل صلوٰۃ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ ۔ (الی ان قال) لا یقتضی وصل ھٰذہ الاذکار بل کونھا عقیب السنۃ من غیر اشتغال بما لیس من توابع الصلوٰۃ یصح کونھا دبرھا (انتھٰی) (فتح القدیر ص ۳۱۳ - ج ۱)

خیر القرون میں دعا مخصوص معمول نہ تھا علماء پر مخفی نہیں کہ خیر القرون میں ہیئت مروجہ سے (کہ امام اور قوم ہاتھ اٹھائیں) دعا کرنا معمول نہ تھا نہ فرائض کے بعد اور نہ سنن مؤکدہ کے بعد ۔ نہ اللّٰھم انت السلام پڑھنے کے وقت اور نہ دیگر ذکر و دعا کرنے کے وقت ۔ ومن ادعی فعلیہ الدلیل ولن یاتوا بہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۔ (جو کوئی ایسا دعویٰ کرے ۔ تو اس کو دلیل لانا لازمی ہے ۔ اور ہرگز دلیل اس کے پاس نہیں ہے ۔ اگرچہ بعض دوسرے بعض کی مدد بھی کرے) لہٰذا ہیئت مخصوصہ کے ساتھ دعا کرنا بدعت لغوی ہوگا۔ خواہ فرائض کے بعد ہو یا سنن مؤکدہ کے بعد ہو ۔ البتہ بعض دیگر مقامات میں ہیئت اجتماعی سے دعا کرنا ثابت ہے ۔ مثلاً دوران خطبہ جمعہ میں بارش کے لئے دعا کرنے کے وقت ۔

جیساکہ بخاری شریف میں ہے ۔ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَیْہِ وَیَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ علیہ السلام یَدْعُوْنَ ۔ ترجمہ : پس رسول علیہ السلام نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی ۔ اور رسول اللہ کے ساتھ اصحابؓ نے بھی ہاتھ اٹھائے جوکہ دعا مانگتے تھے ـــــــ نیز انفرادی طور سے دعا کرنا ثابت ہے ۔ خواہ رو بہ قبلہ ہو ۔ جیساکہ حاکم کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث میں ہے۔ کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ رَفَعَ یَدَیْہِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ۔ (الحدیث) یا روبہ قوم ہو۔ جیسا کہ ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ: قَالَ اَبُوْ الْاَسْوَدِ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا (انتھیٰ) (ابو اسود فرماتے ہیں کہ میں نے۔ ترجمہ (فجر کی نماز رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول علیہ السلام نے سلام پھیر لیا۔ تو قوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی) لیکن فرائض یا رواتب کے بعد دعا کا معمول ہونا ثابت نہیں ہے۔

حدیث قولی سے دونوں کا جواز ثابت ہے۔ | البتہ حدیث قولی سے جس کو امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے۔ دونوں کا جواز ثابت ہے۔ کیونکہ تحقیق سابق کی بناء پر دبر المکتوبات دونوں پر صادق ہے۔ یعنی فرائض کے متصل ہو یا رواتب کے متصل ہو۔ اور دیگر روایات سے ہاتھ اٹھانا اور جماعت سے ہونا وغیرہ آداب ثابت ہیں۔ واذا ثبت الشیئ ثبت بآدابہ۔ (جب کوئی شئے ثابت ہو جاتی ہے۔ تو تمام آداب کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے۔) کی بناء پر تمام آداب کی رعایت کی جائیگی۔

آراء فقہاء کرامؒ | شرح شرعۃ الاسلام میں ہے۔ ویختتم الدعاء بعد المکتوبۃ قبل السنۃ علی ما روی عن البقالی۔ (المعتزلی فی الاصول والحنفی فی الفروع) من انہ قال الافضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنۃ وبعد السنن والاوراد علی ما روی عن غیرہٖ وھو المشھور المعمول بہ فی زماننا کما فانہ مستجاب بالحدیث ھامش الکوکب الدری۔ (ص ۲۹۱ - ج ۲) قلتُ وقول البقالی ھو المروی عن جعفر بن محمد الصادق (اخرجہ الطبرانی) خلاصہ یہ ہے کہ امام بقالی کے نزدیک جو کہ فروع میں حنفی ہے۔ اور اصول میں معتزلی ہے۔ فرائض کے ساتھ متصل دعا کرنا بہتر ہے۔ اور یہی مروی ہے۔ امام جعفر صادق سے۔ اور جمہور کے نزدیک معمول یہ ہے کہ سنن کے بعد دعا کی جائے۔

آراء فقہاء محققینؒ | جمہور کے قول کو معتمد فقہاء نے مختار کیا ہے۔ جن میں علامہ شامیؒ اور ابن الہمام کی آراء کا ذکر ہو چکا ہے۔ اور بعض کا ذکر ابھی کیا جاتا ہے۔ ان میں سے صاحب البحر نے فرمایا ہے: لکن عندنا السنۃ مقدمۃ علی الدعاء الذی ھو عقب الفراغ۔ (یعنی احناف کے نزدیک سنت کو دعا پر مقدم کیا جائے گا۔) (ص ۳۰۴ - ج ۱ البحر)

اور ان میں سے صاحب خلاصہ نے بھی فرمایا ہے۔ قال بعد الفریضۃ الاشتغال بالسنۃ اولیٰ من الاشتغال بالدعاء (خلاصہ ص ۹۵ - ج ۱) (ترجمہ: یعنی سنت کے ساتھ مشغول ہونا بہتر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ بہ نسبت دعا کے ساتھ مشغول ہونے کے) اور نور الایضاح میں ہے: ویستحب للامام بعد سلامہ ان یتحول لتطوع بعد الفرض وان یستقبل بعدہ الناس ویستغفرون اللہ۔ (الی ان قال) ثم یدعون لانفسہم وللمؤمنین رافعی ایدیہم ثم یمسحون بہا وجوہہم وافرہ مراقی الفلاح والطحطاوی۔ (یعنی امام کے لئے مستحب ہے۔ کہ سلام کے بعد سنت پڑھے۔ اور اس کے بعد قوم کی طرف متوجہ ہو کر امام اور قوم استغفار کریں۔ اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔)

اور اشباہ والنظائر میں ہے۔ کہ الاشتغال بالسنۃ عقیب الفرض افضل من الدعاء (اشباہ نظائر ص ۱۲۷-۱۲۸) یعنی پہلے سنت پڑھنا افضل ہے بہ نسبت دعا کے۔ اور جمہور کی رائے کو قسطلانی نے احناف کیطرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الساری میں فرمایا ہے: وعند الحنفیۃ یکرہ لہ المکث قاعدا یشتغل بالدعاء لان القیام الی السنۃ بعد اداء الفریضۃ افضل من الدعاء والتسبیح والصلوۃ۔ (انتہی) پس ایسی واضح روایات کے باوجود دعا بعد السنت کو بدعت بولنے حنفی کی حنفیت سے تعجب ہے۔

التزام مالا یلزم بدعت ہے

واضح رہے کہ التزام مالایلزم بدعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ان لوگوں پر انکار فرمایا ہے۔ جو کہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں کو پیچھے کیطرف سے آنا اپنے آپ پر لازمی واجب قرار دیا تھا۔ اور اسی طرح عبد اللہ بن مسعودؓ کا انکار اس شخص پر جو کہ اپنے اوپر دائیں جانب کو موڑنا واجب سمجھے۔

اور یہ التزام دو قسم کا ہے۔ ۱۔ حقیقی۔ وہ یہ کہ غیر لازم اور غیر واجب کو لازم اور واجب ہونے کا عقیدہ رکھے۔ جیسا کہ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ میں مذکور ہے۔ ۲۔ التزام حکمی اور وہ یہ کہ عقیدہ تو درست ہو۔ لیکن مخالفت کرنے والوں پر برا مانتا ہو۔ جیسا کہ آیت میں مذکور ہے۔

دوام اور التزام میں فرق

واضح رہے کہ دوام الگ چیز ہے۔ اور التزام الگ۔ کیونکہ غیر لازم اور غیر واجب کا التزام بدعت ہے۔ اور اس پر دوام مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر العمل ما دیم علیہ۔ (بہتر عمل وہ ہے جس پر دوام کیا جائے۔) مثلاً تہجد پر دوام مستحب ہے۔ پس ہیئت اجتماعی کے ساتھ دعا کرنا فرائض کے بعد ہو یا رواتب کے بعد ہو، بدعت ہے۔ جبکہ بطور التزام ہو۔ اور بلا التزام ہو جائز ہے۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ بیشک عوام کی اصلاح کے لئے اگر فرائض اور رواتب کے بعد بعض اوقات میں دعا ترک کی جائے تو بہتر ہوگا۔ وفی ہذا المقام تفصیل وفیما ذکرتہ کفایۃ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

© rasailojaraid.com